چاہیئے۔ انگریزوں کی حکومت نے ہندو اور مسلمان دونوں میں جو فرقہ وارانہ مفاد پرستی پیدا کردی تھی اس دور میں کوئی فرقہ بھی خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان اس محدود تنگ نظر ذہنیت کے ساتھ پنپ نہیں سکتا۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ دوسروں کے ساتھ جمہوری بننے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس جمہوری مذاق کا مظاہرہ خود اپنے لوگوں کے ساتھ ہو، جو لوگ خود اپنے اندر سیکڑوں جماعتیں بنائے بیٹھے ہوں اور ان میں سے ہر جماعت دوسری کسی جماعت سے اشتراک و تعاون کرنے کو اپنے جماعتی وجود کے لئے مہلک اور ضرررساں سمجھتی ہو کیا ایسے لوگوں سے توقع ہو سکتی ہو کہ وہ غیروں کے ساتھ جمہوریت کی حقیقی اسپرٹ کے ساتھ تعاون کریں گے؟ یہ معاملہ صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ ہندوؤں کا بھی ہو۔ ہندو اپنے طریقہ پر خود سوچیں کہ انھیں کیا کرنا چاہیئے۔ البتہ مسلمانوں کے لئے صاف حکم ہو کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور منتفرق نہ ہو۔ اس حکم کے ماتحت اگر وہ خود اپنے اندر انٹگریشن پیدا کرلیں تو یہ چیز دوسروں کے ساتھ بھی پیدا ہو سکتی ہے ورنہ جو خود اپنوں کا نہیں ہوا وہ دوسروں کا کیا ہوگا؟

جو حضرات سلسلۂ امدادیہ چشتیہ صابریہ سے تعلق رکھتے ہیں انھیں یہ معلوم کرکے بیحد افسوس اور رنج ہوگا کہ حضرت شاہ سلیمان احمد صاحب چشتی صابریؒ نے جو درگاہ حضرت شاہ عبدالہادی و شاہ عبدالباری چشتی امروہوی رحمہما اللہ کے سجادہ نشین تھے۔ ۹۰ سال کی عمر میں یکم جنوری ۶۲ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۸۱ھ کو اپنے وطن امروہہ ضلع مرادآباد میں وفات پائی اور اپنے جدامجد کے بائیں مزار دفن ہوئے۔ شاہ صاحب مرحوم حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے اسلاف کی اولاد میں ہونے کے علاوہ معقول و منقول کے زبردست عالم اور حضرت مولانا احمد حسن صاحب محدث امروہوی کے شاگرد رشید تھے۔ سلسلۂ طریقت میں اپنے والد بزرگوار اور حاجی شاہ محمد ابراہیم اور جد امجد شاہ غلام مصطفےٰ چشتی صابری سے فیض یاب تھے۔ تصوف کا نہایت اعلیٰ مذاق اور اس کے دقائق و رموز پر گہری نظر رکھتے تھے۔ متبع کتاب و سنت۔ سیر چشم۔ متوکل۔ شب زندہ دار اور اسلاف کرام کی زندگی کا سچا نمونہ تھے۔ انکے مریدین و مسترشدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہی لیکن انھوں نے کبھی اسکو جلب زر کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اللہ تعالےٰ جنت الفردوس میں مقام جلیل اور ان کے پوتے حکیم نظر احمد صاحب کو جواب سجادہ نشین ہوئے ہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔